© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

اندلس میں سیرتی ادب کا ارتقاء

ـــــــــــــــــــ ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی رسولِ اکرم سیدنا حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے دلچسپی رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی شکل میں احکامِ الٰہی لانے والے تھے اور اپنی احادیث وسنن کے ذریعہ ان کی تشریح وتعبیر کرنے والے بھی تھے۔ ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریعی اور قانونی اور مذہبی اہمیت رکھنے کے علاوہ ایمان والوں کی عقیدت ومحبت کا مرجع ومحور بھی تھی جبکہ دشمنانِ اسلام کی دلچسپی کا مرکز زیادہ تر اس بنا پر تھی کہ ذاتِ اطہر کی کردارکشی پورے اسلام کے انہدام کو مستلزم تھی۔ بعض منصف مزاج اور جویائے حق غیر مسلموں نے آپ کی ذاتِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کو افہام وتفہیم کے لیے اپنا محورِ فکر ونظر بنایا تھا۔ اولاً تشریعی اور قانونی اسباب وعوامل سے پھر عقیدت ومحبت اور دوسرے محرکات کی بنا پر احادیث وسننِ نبویہ کے جمع وتدوین کا کام شروع ہوا جو بعد میں پوری سیرتِ نبوی کی تدوین وترتیب کی تحریک میں ڈھل گیا۔ نتیجتاً مختلف ملکوں اور متعدد زبانوں میں سیرتِ نبوی پر ایک عظیم سرمایہ جمع ہوگیا جو صدیوں کی نسلوں کی علمی وتہذیبی ترقی کی دین ہے۔ اسلامی اندلس بھی اس سرمایۂ سعادت وافتخار کے جمع وتدوین اور ترقی وارتقا سے پوری طرح بہرہ مند رہا ہے۔

۲۸ رمضان ۹۲ھ / ۱۹ جولائی ۷۱۱ء میں اپنی اسلامی فتح کے بعد سے ۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ / ۴ جنوری ۱۵۹۲ء میں اسلامی دولت وحکومت کے سقوط واخراج تک ہر صدی اور ہر دور میں وہ اس سے بہرہ ور ہوتا رہا ہے۔ اسلامیانِ اندلس نے اپنے مشرقی مرکز علمی اور محور تہذیبی کی مانند پہلے مطالعہ وروایت کے ذریعہ سیرتی ادب کو پروان چڑھایا پھر تصنیف وتالیف کے ذریعہ اس میں گراں قدر اضافہ کیا۔ اس مختصر مقالہ میں اندلس میں سیرتی ادب کے ارتقاء کے ان دونوں پہلوؤں کا تجزیاتی مطالعہ کرنا مقصود ہے تاکہ اس کی صحیح قدر وقیمت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

متعین کی جا سکے۔

(الف) سیرتِ نبوی کے مطالعہ کی روایت

چونکہ سیرت اصلاً حدیث کی ایک وسیع تر شاخ رہی ہے اس لیے بہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اندلس کی فتح اسلامی کے ساتھ جب وہاں اسلامی علوم و فنون کا آغاز ہوا تو مطالعۂ سیرت کی بھی بنا پڑی۔ ابھی یہ نکتہ تحقیق طلب ہے کہ ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم میں مطالعۂ سیرت کا کیا مقام تھا تاہم یہ حقیقت تسلیم کی جانی چاہیے کہ مسلم بچوں کی تعلیم و تدریس میں سیرتی ادب کا کافی حصہ ہمیشہ شامل رہا ہے اور ہر جگہ اور ہر زمانہ میں رہا ہے۔ علمائے اسلام کے مختلف طبقات میں سیرتِ نبوی کی امہات الکتب کی تعلیم و تدریس بھی شامل رہی ہے اور نجی اور شخصی مطالعہ بھی۔ اندلسی تاریخ و تہذیب کے مختلف مصادر و ماخذ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مطالعۂ سیرت کی روایت از آغاز تا انجام جاری رہی، اگرچہ کسی حتمی اور قطعی نقطۂ آغاز کی صحیح تعیین کرنی مشکل ہے۔ ابن خیر الاشبیلی (۵۰۲-۵۷۵ھ / ۱۱۰۸-۷۹ء) کی مشہور زمانہ فہرست مختلف نسلوں کے مطالعات و سماعات اور قراءات کی ایک مسلسل زنجیر پیش کرتی ہے۔ اس کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ اصل مصنفِ کتاب تک ابن خیر کے مطالعات کی ان کے اساتذہ اور شیوخ کے ذریعہ تاریخ کو مستند کرتی ہے۔ انھوں نے متعدد سیرتی امہات کتب کے اپنے مطالعہ کی جو زنجیر پیش کی ہے ان میں سرِ فہرست موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ / ۷۵۸ء) کی کتابِ مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کے دو سلسلۂ سماعت و قراءت بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ ابن خیر سے ان کے استاذ ابو الحسن یونس نے قاضی ابو عمر احمد بن محمد سے اور انھوں نے ابو القاسم عبد الوارث بن سفیان سے، اور انھوں نے قاسم ابن اصبغ سے، انھوں نے مطرف بن عبد الرحمٰن سے اور انھوں نے یعقوب بن حمید سے اور انھوں نے محمد بن فلیح سے اور موخر الذکر نے صاحبِ کتاب حضرت موسیٰ بن عقبہ سے ان کی کتاب کی سماعت کی۔ گویا کہ آٹھ واسطوں سے اس کتابِ سیرت کا علم ابن خیر اشبیلی کو ملا۔ دوسرے سلسلے میں بھی اتنے ہی واسطے ہیں۔ البتہ اس میں ایک اہم بات یہ ہے کہ ابن خیر کے استاد شیخ ابو محمد بن عتاب نے اس کی سماعت مشہور محدث اور عالم سیرت و اخبار حافظ ابن عبد البر (۴۶۳ھ) سے کی تھی۔ (۱-۲۳۰)

دوسری کتاب سیرت جس کی سماعت و قراءت ابن خیر اشبیلی نے کی تھی ابو سلیمان الفضل بن عرفان التیمی (م ۲۳۹ھ) کی کتاب سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھی۔ اس کی تعلیم ایک بار قراءت اور ایک بار سماعت کے ذریعہ اپنے استاد شیخ ابو الحسن شریح بن محمد المقری سے پائی۔ ان کے استاد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے فقیہ ابوعبداللہ محمد بن احمد سے رمضان ۴۵۰ھ میں صرف سماعت کے ذریعہ تعلیم پائی۔ جبکہ موخرالذکر نے ۴۱۱ھ میں اپنے استاد ابوذر عبد بن احمد الہروی سے مکہ مکرمہ میں خاص مسجد حرام میں باب الندوۃ کے پاس سماعت کی۔ استاد الہروی نے مشہور فقیہ ابوعلی زاہد بن احمد السرخسی سے سرخس میں قراءت کے ذریعہ ۳۸۳ھ میں اس کی تعلیم کی تکمیل کی۔ فقیہ سرخسی نے اپنے وطن میں ابواسحاق ابراہیم بن عبداللہ الربیبی العسکری سے ذوالقعدہ ۳۱۳ھ میں قراءت کی۔ اور عسکری نے ابوعبداللہ محمد بن عبدالاعلی الصنعانی سے اور صنعانی نے صاحب کتاب کے فرزند معتمر بن سلیمان سے اور فرزند نے اپنے صاحب کتاب پدر سے تعلیم پائی۔ ابن خیر اشبیلی نے محمد بن عمر الواقدی (۱۳۰ھ/۷۴۷ء - ۲۰۷ھ/۸۲۳ء) کی کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مغازیہ کی سماعت عظیم مالکی فقیہ و مفسر قاضی ابوبکر ابن العربی (۴۶۸ھ/۱۰۷۶ء - ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء) سے کی، جبکہ انھوں نے بالترتیب ابوالحسن المبارک بن عبدالجبار الصیرفی، ابومحمد الحسن بن علی الجوہری، ابوعمر محمد بن العباس الخزاز، عبدالوہاب بن ابی حیہ، محمد بن شجاع البلخی کے پانچ واسطوں سے صاحب کتاب واقدی سے سماعت کی تھی۔ اسی طرح انھوں نے حافظ ابن عبدالبر کی کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسیر کی سماعت دو استادوں سے ایک واسطے سے صاحب کتاب سے کی تھی۔ یہی حال ان کے مطالعۂ سیرت کی پانچویں کتاب ابوعیسیٰ یحییٰ بن عبداللہ بن ابی عیسیٰ (م ۳۰۳ھ) کی تالیف کتاب اختصار سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان کے مطالعۂ سیرت کی چھٹی کتاب محمد بن اسحاق (م ۱۵۰ھ) کی تالیف کتاب المغازی والسیر ہے جس کی سماعت انھوں نے مشہور عالم قاضی ابوبکر ابن العربی سے کی تھی جو ان تک مصنف مرحوم سے چھ واسطوں سے پہونچی تھی۔ ابن اسحاق کی سیرت کی تہذیب یعنی عبدالملک بن ہشام المعافری (م ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) کی کتاب سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروایت زیاد البکائی ان تک پانچ واسطوں سے پہنچی تھی۔ یہ کتاب ابن خیر اشبیلی نے دس بارہ سلسلوں سے سماعت کی تھی۔ اور ان میں سے ہر ایک میں کئی عظیم علماء، فقہاء، مفسرین اور سیرت نگار شامل ہیں (۲۳۱-۲۳۶)

مطالعات سیرت نبوی خاص کے ضمن میں ابن خیر اشبیلی نے چار مزید کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ہماری ترتیب کے مطابق آٹھویں کتاب سیرت امام عبدالرزاق بن ہمام کی کتاب المغازی تھی جو ان تک مصنف گرامی سمیت سات واسطوں سے پہنچی تھی ــــــــــــــــ جبکہ نویں کتاب سیرت ابواسحاق ابراہیم بن محمد الفزاری (م ۱۸۵ھ) کی کتاب السیر تھی جو ان تک چھ واسطوں سے آئی تھی، دسویں کتاب سیرت امام اوزاعی (۸۸ھ/۷۰۷ء - ۱۵۷ھ/۷۷۴ء) کی روایت بہ معیت الولید بن مسلم (۱۱۹ھ/۷۳۷ء - ۱۹۵ھ/۸۱۰ء) کی کتاب السیر تھی۔ ان کے اور مصنف کتاب کے درمیان آٹھ واسطے تھے۔ جبکہ گیارھویں کتاب سیرت سعید بن یحییٰ اموی (۱۹۴ھ/۸۰۹ء - ۲۴۹ھ/۸۶۳ء) کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب السیر ہے جو انھوں نے پانچ واسطوں سے مولفِ گرامی سے سماعت کی تھی۔ (۷-۲۳۶) ابن خیر اشبیلی نے اس کے بعد واقدی (م ۲۰۷ھ) کی کتاب الردۃ، سیف بن عمر الاسیدی (م سنہ) کی کتاب الردۃ والفتوح ابو اسمٰعیل محمد بن عبد اللہ ازدی کی کتاب فتوح الشام، ابن عبد الحکم (سنہ) کی کتاب فتوح مصر وافریقیۃ، نامعلوم مصنف کی کتاب حروب الازارقۃ، امام عبد بن المبارک (سنہ) کی کتاب فضل الجہاد، زبیر بن بکار (م ۲۵۶ھ) کی کتاب نسب قریش اور ابو عبید القاسم بن سلام (م سنہ) کی کتاب النسب کی سماعت/قرارت کا اسی طرح معہ سلسلہائے زریں کے ذکر کیا ہے (۲۳۷-۲۴۰)۔ ان کتابوں کا مختصراً ذکر اس لیے کیا کہ ان میں کافی قیمتی سیرتی مواد پایا جاتا ہے اور کسی بھی مطالعۂ سیرت میں ان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے مطالعات و قرارات کا ذکر ابن خیر اشبیلی نے متعدد اندلسی علماء و فقہا کے ضمن میں کیا ہے۔ ان سب کا احاطہ تو اس مختصر مقالہ میں ناممکن ہے تاہم ہر اہم موضوع پر نمائندہ کتابوں کے مطالعہ کا ایک سرسری جائزہ بلا کسی تجزیہ و تحلیل کے پیش کیا جاتا ہے تاکہ مختلف سیرتی ادب کے مطالعات کا ذکر مکمل ہو سکے۔ محدث ابو داؤد سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ / ۸۱۷-۸۸۹ء) کی أعلام النبوۃ اور اسی عنوان کی امام ابن قتیبہ (۲۱۳-۲۷۶ھ / ۸۲۸-۸۸۹ء) کی کتاب کے مطالعہ کا ذکر کرتے ہوئے ابن خیر نے کئی اندلسی علماء کا ذکر کیا ہے۔ ابن خیر کے علاوہ اول الذکر کا مطالعہ ابوبکر محمد بن احمد، ابو علی حسین بن محمد الغسانی، حافظ ابن عبد البر، ابو محمد بن عبد المومن، ابو بکر بن داسۃ نے کیا تھا اور دوسرے سلسلہ کے کئی بزرگوں نے بھی کیا تھا (۱۱۰) اور موخر الذکر کا مطالعہ بھی کئی علماء نے سلسلہ وار کیا تھا (۱۵۱) اسی طرح ابوذر عبد بن احمد الہروی (م ۴۳۴ھ) کی کتاب دلائل النبوۃ کے مطالعہ کا کئی علماء کے ضمن میں ذکر کیا ہے (۲۸۶) اصلاً یہ ذکر مصنف گرامی کی تالیفات کے ضمن میں آیا ہے۔ سیرت نگاروں کے ایک خاص طبقہ میں بالعموم اور اندلسی سیرت نگاروں میں بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں رسالہ (خط) لکھنے کا رواج عام رہا ہے۔ ابن خیر اشبیلی نے حافظ ابن ابی الخصال (م ۵۴۰ھ) اور ابو محمد عبد اللہ بن السید البطلیوسی (م ۵۲۱ھ) کے ایک ایسے ہی رسالہ کا مطالعہ اپنے استاد کی خدمت میں کیا تھا (۴۱۸/۴۲۰) حافظ ابوذر ہروی کی ایک کتاب سیرت سیرۃ النبی واصحابہ فی عیشتہم وتخلیہم عن الدنیا کا ذکر ان کی گراں قدر تالیفات کے بیان میں آیا ہے (۲۸۶) ابن خیر اشبیلی نے قاضی امام حافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م ۵۴۲ھ) کی کتاب سیرت کتاب اختصار شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مصنفِ گرامی سے بالمشافہہ پڑھی تھی (۲۸۹) جبکہ امام ابو سعد عبد الملک بن محمد الواعظ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب شرف المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عظیم مؤلف سے ابو محمد بن عتاب اور شیخ ابو محمد عبد اللہ بن سعید سنتجالی کے واسطوں سے سنی تھی (۲۸۹) ابن خیر نے امام ترمذی (م سنہ ۲۷۹ھ) کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے پاس موجودگی کا حوالہ دیا ہے اگرچہ اس کے مطالعہ کا ذکر نہیں کیا (۲۰۴) سیرت نگاروں کا ایک طبقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و صلوٰۃ بھیجنے کے فضائل کے بارے میں لکھتا رہا ہے۔

ابن خیر اور ان کے پشتہا پشت کئی شیوخ نے اسماعیل القاضی (م سنہ ۲۸۲ھ) کی کتاب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ اپنے اساتذہ سے کیا تھا (۲۴۴)۔ ابن سعد (سنہ ۱۶۸-۲۳۰ھ / ۷۸۴-۸۴۵ء) کی مشہور کتاب الطبقات کی اولین دو جلدوں میں سیرتِ نبوی کا بڑا قیمتی مواد موجود ہے۔ ابن خیر اور ان کے شیوخ نے متعدد واسطوں سے صاحب کتاب سے اس کی سماعت کی تھی۔ ان میں حافظ ابن عبد البر اندلسی (م سنہ ۴۶۳ھ) اور حافظ ابن ابی الدنیا القرشی (م سنہ ۲۸۱ھ) جیسے عظیم علماء و محدثین بھی شامل تھے۔ (۵-۲۲۴) صحابۂ کرام کے حالات کا بڑا قریبی تعلق سیرتِ نبوی سے ہے بلکہ وہ اس کا ایک اہم پہلو ہے۔ متعدد اندلسی علماء کے بارے میں ذکر آیا ہے کہ انھوں نے خلیفہ بن خیاط کی الطبقات (۲۲۵)، علی بن عبد اللہ مدینی کی الطبقات (۲۲۵) ابو عمرو عثمان بن سعید المقری الدانی کی طبقات القراء و المقرئین من الصحابہ۔ الخ (۲۴۲) اور امام مسلم بن الحجاج (م سنہ ۲۶۱ء) کی الطبقات فی اصحاب رسول اللہ والتابعین (۲۲۵) کا باقاعدہ مطالعہ کیا تھا۔ ان میں ابو سعید بلخی، بقی بن مخلد جیسے اہم علماء و محدثین شامل ہیں۔

حافظ ابن عبد ربہ (سنہ ۲۴۶-۳۲۸ھ / ۸۶۰-۹۴۰ء) کی مشہور زمانہ کتاب العقد الفرید میں سیرت نبوی کا کافی اہم مواد موجود ہے، ابن خیر اشبیلی نے اپنے شیوخ کے چار واسطوں سے مؤلف کتاب سے اس کی سماعت کی تھی۔ (۷-۳۲۶) ابنِ خیر نے اور جن کتب سیرت یا تاریخ اسلام کی کتابوں کا جن میں سیرت کا مواد ہے ذکر کیا ہے ان میں ابن قتیبہ کی کتاب عیون الاخبار (۲۷۸)، ابو عثمان سعید بن محمد بن حرب کی خلفاء اربعہ کے فضائل پر کتاب (۲۹۱)، محمد بن مجاہد المقری کی کتاب قراءۃ النبی لابی بکر (۲۲)، ابن قتیبہ کی کتاب المعارف (۲۷۷)، امام بغوی ابو القاسم عبد اللہ بن محمد کی معجم الصحابۃ (۲۱۵)۔ عبد الباقی بن قانع کی معظم معجم الصحابۃ (۲۱۵) ابو ذر عبد بن احمد الھروی کی معیشۃ النبی واصحابہ و تخلیہم من الدنیا (۲۷۶)، عبد الرزاق بن ہمام کی مغازی (۲۳۶)، ابن اسحاق کی مغازی (۱۰۲) ابو الحسن محمد بن عبد اللہ بن جیوتہ النیساپوری کی دلچسپ کتاب من وافقت کنیتہ کنیۃ زوجتہ من الصحابہ (۱۶۸)، دو نامعلوم مؤلفین کی دو کتابوں کتاب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی ہریرۃ اور کتاب وصیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب (۲۷۷) اور بعض رجال وغیرہ کی کتابیں شامل ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن خیر اشبیلی کی فراہم کردہ کتابیات سیرت اور مطالعات سیرت کی بنیادی اہمیت ہے۔ اوّل یہ کہ مصنف و راوی کے زمانے سے صاحب کتاب کے زمانے تک کے علماء و محدثین و شیوخ کے مطالعۂ سیرت کا سراغ ملتا ہے۔ دوم یہ کہ اندلسی علماء اور غیر اندلسی/مشرقی علماء کے مطالعۂ سیرت کا ذکر ملتا ہے۔ سوم یہ پتہ چلتا ہے کہ ان میں کچھ کتابوں کا مطالعہ سرزمین اندلس میں کیا گیا تھا اور کچھ کا مشرق میں۔ ان مطالعات سیرت میں چوتھا نکتہ یہ ہے کہ کئی کتابوں کے مطالعہ کے بالکل ٹھیک سنہ اور صحیح مقام کا ذکر کرتا ہے۔ پنجم یہ کہ سیرت نبوی کے مطالعہ میں علماء اور دانشوروں کے مختلف طبقات جیسے فقہاء، محدثین، مفسرین، سیرت نگار، مؤرخین، لغوی ماہرین وغیرہ ہر طرح کے لوگ یا اہلِ علم شامل ہیں۔ ان تمام اعتبارات سے ان مطالعات سیرت کی اہمیت چند در چند ہو جاتی ہے۔

ابن الفرضی (م ۴۰۹ھ) نے اپنی تاریخ العلماء والرواۃ میں مختلف اہلِ علم کے سوانحی خاکوں میں اندلسی علماء کے مطالعات سیرت کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے وہ تاریخ اسلام کی کتب جن میں سیرت کے ابواب بھی کافی مفصل ہیں یہ ہیں: حافظ ابن عبد البر کی کتاب التاریخ (۹/۱) تاریخ ابن ابی خیثمہ (۱/۲۲، ۲۹ اور ۲/۴۵)، خلیفہ بن خیاط کی کتاب التاریخ اور طبقات ابن ابی خیثمہ (۱/۱۰۹) امام ابو زرعہ الدمشقی کی تاریخ (۱/۲۹۶) اور ابو البشر دولابی کی تاریخ المولد والوفاۃ (۲/۱۵۲) وغیرہ۔ تاریخ ابن ابی خیثمہ کے بارے میں ایک دلچسپ روایت یہ نقل کی ہے کہ ابن الفرضی کے شیخ کے شیخ ابو محمد قاسم بن اصبغ کے پاس اس کا ایک نسخہ تھا جو انھوں نے ابن جمیل کے مصری نسخہ سے نقل کیا تھا جب انھوں نے مؤلف کتاب سے بغداد میں ملاقات کر کے ان کی کتاب پڑھی تو ان کا نسخہ غلط نکلا اور انھوں نے اصل نسخہ سے اس کی اصلاح کر لی۔ قرطبہ کے ایک عالم محمد بن زکریا لخمی (م ۳۲۲ھ) نے قاسم بن اصبغ کے ساتھ بیشتر کتابوں کی سماعت (۲۷۴ھ) میں مکہ اور بغداد میں کی تھی اور بعد میں لوگ ان سے مذکورہ بالا تاریخ اور ابن قتیبہ کی بعض کتابوں کی روایت کرتے تھے۔ اندلس کے عظیم ترین محدث و مصنف امام بقی بن مخلد قرطبی (۲۰۱-۲۷۶ھ) نے اندلس میں متعدد شیوخ سے متعدد علوم و فنون کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد افریقہ وغیرہ میں دو سو چوراسی علماء سے سماعت و قراءت کی اور خلیفہ بن خیاط کی کتاب التاریخ اور کتاب الطبقات وغیرہ کا علم بہترین اساتذہ سے حاصل کیا۔ ابو ذرعہ دمشقی کی تاریخ کا مطالعہ ایک غیر اندلسی عالم عبید اللہ بن عمر القیسی شافعی بغدادی (م ۳۶۰ھ) نے کیا تھا جو بعد میں اندلس میں بس گئے تھے۔ جبکہ ابو البشر دولابی کی تاریخ کا مطالعہ باجہ کے ایک عالم موھب بن عبد القادر نے کیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خاص سیرت نبوی پر جن کتابوں کا ذکر ابن الفرضی نے کیا ہے ان میں اہم ترین سیرت ابن ہشام ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک ہی جگہ اس کا ذکر کیا ہے اور وہ بھی مشاہد ابن ہشام کے دلچسپ نام سے۔ قرطبہ کے ایک عظیم عالم یحییٰ بن عبد اللہ اللیثی (م ۳۶۷ھ) نے جو عظیم ترین محدث یحییٰ بن یحییٰ لیثی کے پوتے تھے جن مختلف علوم کی کتابیں پڑھی تھیں ان میں سیرت ابن ہشام بھی شامل تھی پھر وہ خود اس کی تعلیم و تدریس کرنے لگے اور ملک کے تمام گوشوں سے لوگ ان کے پاس اور دوسری کتابوں کے علاوہ اس کی سماعت و قرارت کے لیے آنے لگے (۲/۹۰-۱۸۹) البیرہ کے ایک عالم محمد بن یزید بن رفاعہ (م ۲۴۳ھ) کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ انھوں نے قرطبہ میں مشاہد (مغازی) سے متعلق کتابوں کے علاوہ ابن قتیبہ کی کتابوں کی بھی روایت کی تھی۔ (۲/۶۵)۔ ابن قتیبہ کی مشہور کتاب المعارف کے مطالعہ و روایت کا ذکر ابراہیم بن موسیٰ بن جمیل (م ۳۰۰ھ) کے بارے میں آیا ہے جو تدمیر کے باسی تھے اور اس کتاب کے ایک جزو کی انتہائی غلط قرارت کرتے تھے (۱/۲۲) ابن الفرضی نے خاص سیرت نبوی کی کتابوں کا ذکر کم کیا ہے۔ ان کے ہاں قرآن و حدیث اور فقہ و رجال کی کتابوں کا ذکر زیادہ ہے۔ البتہ بعض عام اشارات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرق کا علمی سفر کرنے والے اندلسی علماء ان کتابوں کا مطالعہ بھی کیا کرتے تھے جو مدینہ منورہ وغیرہ میں معروف تھیں۔ ظاہر ہے کہ ان میں کتب سیرت بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ (۱/ ۲۲۹)۔

علامہ احمد بن یحیی الضبی (م ۵۹۹ھ/۱۲۰۳ء) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس میں بعض کتب سیرت کے مطالعات کا ذکر مختلف اندلسی علماء کے ضمن میں کیا ہے۔ ان میں ابن عبد البر کی الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (۴۷۵)، ابو محمد الرشاطی کی نسب صحابہ وغیرہ پر ایک کتاب اقتباس الانوار (۴۵، ۴۸، ۳۳۶)، تاریخ طبری (۱۴۳)، تاریخ محمد بن حارث خشنی (۲۲۷)، ابن عبد البر کی الدرر فی اختصار المغازی والسیر (۴۷۵)، ابو الولید ہشام بن احمد الکنانی الوقشی کی السیرۃ (۵۵)، ابو علی بن سکرہ کی کتاب الشمائل، (۲۰۸، ۳۴۹) ابن عبد البر کی کتاب الصحابہ (۶۳) محمد بن فتحون کی ذیل کتاب الصحابہ لابن عبد البر (۶۳)، ابن عبد ربہ کی العقد فی الاخبار یعنی العقد الفرید (۱۳۷)، ابن قتیبہ کی کتاب المعارف (۳۸۷)، امام بقی بن مخلد کی مصنف فی فتاویٰ الصحابۃ والتابعین (۲۲۰) زبیر بن بکار کی کتاب النسب (۲۷۹) وغیرہ اہم ترین کتابیں ہیں۔ ان کے علاوہ بعض رجال اور تاریخ کی کتابوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ علامہ الضبی کے ہاں بھی زیادہ زور قرآن و حدیث اور فقہ و رجال کی کتابوں پر ملتا ہے جن کا ذکر انھوں نے زیادہ تفصیل سے کیا ہے۔ سیرت سے زیادہ تاریخ کی کتابوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا ذکر کیا ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا کتب سیرت کے مختصر بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر تصنیف کردہ کتابوں کا مطالعہ کم از کم اہل علم کے اعلیٰ طبقہ میں کافی مقبول و متداول تھا۔

ابن الابار محمد بن عبداللہ بن ابی بکر القضاعی (۵۹۵-۶۵۸ھ / ۱۱۹۹-۱۲۶۰ء) کے عظیم کارنامہ المعجم فی اصحاب القاضی الامام ابی علی الصدفی، ابن خیر الشبیلی کے برخلاف امام موصوف کے شاگردوں اور ان کے مطالعات کے لیے وقف ہے۔ ان کی کتاب میں بھی سیرت نبوی کی کتابوں اور ان کے مطالعات کی تفصیل ذرا کم ہے۔ ان میں سے اہم ترین کتابیں یہ ہیں: ابن عبدالبر کی کتاب الاستیعاب فی معرفتہ الاصحاب (۴۲)، ابراہیم بن یحیٰ بن الامین کی الاعلام بالخیرۃ الأعلام من اصحاب النبی علیہ السلام (۶۴)، عبداللہ ابن علی الرشاطی کی اقتباس الانوار والتماس الازہار فی اسماء الصحابۃ ورواۃ الآثار (۲۱۸)، تاریخ ابن ابی خیثمہ (۱۰۰، ۱۱۹، ۱۲۸، ۱۳۸، ۱۵۶، ۱۷۰، ۱۷۳، ۲۰۵، ۲۲۸، ۲۷۱)، تاریخ ابی زرعہ (۵۴)، تاریخ ابن عساکر (۷۳، ۱۳۶، ۲۰۱، ۲۸۳) ہند بن ابی ہالہ کی حدیث صفتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲۲۳، ۳۱۴) امام ترمذی کی شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑی مقبول کتاب تھی اور اور اس کا سب سے زیادہ علماء کے سوانح میں ذکر کیا ہے (۱۲، ۳۵، ۴۶، ۵۶، ۷۵، ۸۰، ۸۶، ۱۱۰، ۱۲۵، ۱۲۸، ۱۴۹، ۱۵۵، ۱۶۰، ۱۷۴، ۲۱۵، ۲۲۳، ۲۴۳، ۲۶۷-۸، ۲۷۳-۴، ۲۹۲، ۳۱۶-۷) ابن عبدالبر کی کتاب الصحابۃ (۹۷) اور واقدی کی المغازی (۳۵، ۱۲۳، ۲۵۷)۔ ان کے علاوہ کتاب کے عنوان سے بعض عام مولفین سیرت کی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے مگر ان سے اصل مقصود کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ ان تمام کتابوں میں اصل سیرت نبوی تو واقدی کی مغازی ہے، اس لیے اس کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل مناسب رہے گی۔ شنتریہ مشرقی کے باسی اور مرسیہ کے باشندے احمد بن بقا بن مروان الیحصبی (م ۵۴۴ھ) نے امام ابو علی سے شمائل ترمذی کے ساتھ ساتھ مغازی واقدی کی سماعت کی تھی۔ امام موصوف کے ایک دوسرے شاگرد محمد بن عمر المری نے جو مرسیہ کے صاحب الاحکام بھی تھے محرم ۵۱۱ھ میں مغازی واقدی کی سماعت قرطبہ جا کر کی تھی۔ ان کے تیسرے شاگرد عبدالعزیز بن حکم الوراق نے امام ابو علی صدفی سے جامع مرسیہ میں محرم ۵۱۱ھ کے اواخر میں اپنے ساتھی اور ہمدرس ابوجعفر بن نبیل کی قراءت کے ذریعہ مغازی واقدی کی سماعت کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ واقدی کی کتاب المغازی اہل علم کے حلقہ میں کافی مقبول تھی۔

ابوجعفر احمد بن الزبیر (۶۲۷-۷۰۸ھ) نے اپنی کتاب صلۃ الصلۃ میں جو ابن بشکوال کی الصلۃ البشکوالیۃ کا تتمہ ہے متعدد علمائے اندلس کے مطالعات سیرت کا ذکر کیا ہے۔ ان کے ہاں بھی کتب سیرت کا ذکر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کم ملتا ہے تاہم ہمارے مقصد کے لیے کافی ہے ان کی بیان کردہ کتبِ سیرت حسب ذیل ہیں: حافظ ابونعیم الاصبہانی کی دلائل النبوۃ (۲۰۱) ابن اسحاق کی سیرت جو سیر کے عنوان سے دی گئی ہے (۱۸، ۱۵۰)، شمائل ترمذی (۱۱۲)، اور اس کی مختلف شروح (۱۲۱ وغیرہ)، عیسیٰ بن سلیمان الترمذی کی کتاب فی الصحابۃ (۵۱) سیرت ابن اسحاق کے بارے میں جو دلچسپ تفصیل ابن الزبیر نے دی ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ غرناطی عالم عبدالمنعم بن محمد الخزرجی (۵۲۴-۵۹۷ھ) نے تہذیب ابن ہشام کی صورت میں سیرت ابن اسحاق کا مطالعہ، سماع مشہور عالم ابوعامر محمد بن جعفر بن شرویہ سے بلنسیہ میں کیا تھا۔ اور انھوں نے ابوالولید الوقشی مشہور سیرت نگار سے سب سے آخر میں سماعت کی تھی۔ ابن شرویہ مرجع عام وخاص تھے اور لوگ ان سے سماعتِ علم کے لیے دور دور سے آتے تھے (۱۸) دوسرے عالم جنھوں نے سیرت ابن ہشام کی سماعت اندلس میں کی تھی سبتہ کے باشندے علی بن محمد الشاذی تھے جنھوں نے شیخ جلیل ابومحمد عبداللہ بن محمد الحجری سے دوسری کتابوں کے ساتھ ساتھ کی تھی۔

شیخ ابوالحسن بن عبداللہ النباہی المالقی (ولادت ۷۱۳ھ) نے اپنی تاریخ قضاۃ الاندلس میں چند کتب سیرت کے مطالعات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ابن عبدالبر کی الاستیعاب (۲۸)، ابوالربیع الکلاعی کی الاکتفاء فی المغازی (۱۱۹)، ابن رشد الحفید کی البدایہ والنہایہ (۱۱۱) امام سہیلی کی الروض الانف (۱۱۷) اہم ترین کتب سیرت ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ مغرب کے قاضی القضاۃ احمد بن یزید اموی قرطبی نے (م ۶۲۵ھ) جو محدث بقی بن مخلد کے سگڑ پوتے تھے خود امام سہیلی سے ان کی کتاب الروض الانف کی سماعت کی تھی اور شریح بن محمد اور ابن قزمان وغیرہ جید علماء نے اس کی انھیں اجازت دی تھی ــــــ

امام ابن حزم، ابن سعید اور الشقندی کے مجموعۂ کتب فضائل الاندلس واہلہا میں بھی کئی کتبِ سیرت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں ابن عبدالبر کی الاستیعاب (۴۳)، اور کتاب الصحابہ (۴۱)، ابن عبدربہ کی العقد الفرید (۳، ۴۳) مصنف بقی بن مخلد فی فضل الصحابۃ (۱۳) کا ذکر زیادہ اہم ہے۔

لسان الدین ابن الخطیب کی شاندار کتاب الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ اندلس کے اسلامی عہد کے بالکل اواخر کے غرناطہ کے حکمرانوں، عالموں، شاعروں، ادیبوں وغیرہ کا جامع تذکرہ پیش کرتی ہے۔ اس میں بعض اہم کتب سیرت کے مطالعات کا بیان ہے۔ سب سے اہم اخبار محمد ابن اسحاق نامی کتاب ہے (۲۱۹) جو مشہور مؤلف سیرت کی سوانح پیش کرتی ہے اور احمد بن محمد الاموی الاشبیلی (۵۶۱-۶۳۷ھ) کی تصنیف لطیف ہے۔ ابوالقاسم عبدالصمد بن سعید القاضی کی تاریخ من نزل حمص من

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الصحابۃ الخ، ابن عساکر کی تاریخ دمشق، ازرقی کی تاریخ مکہ، ابن النجار کی تاریخ المدینہ وغیرہ کے مطالعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۹۰) قاضی عیاض کی مشہور کتاب الشفاء فی التعریف بحقوق المصطفیٰ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ امام ابراہیم بن عبد الرحمٰن التنسولی (م ۷۴۹ھ) نے شیخ ابو عبد اللہ بن رشد سے الموطا کے علاوہ اس کی بھی سماعت کی تھی۔ (۳۸۱)

(ب) اندلسی سیرت نگاری

اندلسی سیرت نگاروں نے بلاشبہ مشرقی سیرت نگاری سے کسبِ فیض کیا تھا کہ مشرق مراکزِ اسلام رکھنے کے علاوہ سیرت نگاری ہی میں نہیں بلکہ تمام اسلامی علوم وفنون کی بنیادی اور اصلی روایات سے مالا مال تھا۔ اس سے یہ تصور نہ کرنا چاہیئے کہ اندلسی سیرت نگاری مشرقی روایات کی کورانہ تقلید پر مبنی تھی یا اس نے سیرت نگاری کے افق کو وسیع نہیں کیا۔ اندلسی عطیہ کا صحیح تجزیہ تو کتب سیرت کے تقابلی مطالعہ اور موازنہ کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے اس فن میں ہمہ جہتی توسیع کی بھرپور کوشش کی تھی۔ ان کی کتبِ سیرت کا سرسری جائزہ بتاتا ہے کہ موضوعات کے اعتبار سے ان کی نگارشات مشرقی تصانیف سے کم وسیع اور گوناگوں نہیں۔ مواد کے لحاظ سے بعض شارحین سیرت نے گراں قدر اضافے کئے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان کی سیرت نگاری کی کئی جہات ہیں جن سے اس وقت تعرض کرنا مقصود نہیں کہ وہ ایک نئی بحث کا موضوع ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ اندلس میں سیرت نگاری کے ارتقاء کا ایک جائزہ پیش کیا جائے۔ تجزیہ وتحلیل اس کے بعد ہی صحیح ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہ حقیقت یاد رکھنی ضروری ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا عرصۂ نگارش بہت کم ہے۔ مشرق اور مرکزِ اسلام کے مقابلہ میں تقریباً سو سال کے بعد وہاں اس علم کا آغاز ہوا اور اس نے ارتقائی مراحل طے کرنے میں اپنا فطری وقت لیا۔ پھر بعد کی پانچ صدیوں کے دوران مشرقی مراکزِ اسلام میں جو علمی اور فنی ارتقا ہوا ہے اس سے اندلسی علوم وفنونِ اسلامی یکسر محروم رہے ہیں۔ مزید برآں اندلس کو اپنے مشرقی ممالک وامصار کے مقابلہ میں زیادہ سیاسی ابتری، سماجی کشاکش اور تہذیبی تصادم کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان اسباب وعوامل کے پیشِ نظر جب ہم اندلسی سیرتی ادب کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ خاصا وسیع نظر آتا ہے۔ اس جائزہ میں پہلے ہم سیرت نبوی کی جامع کتب پر نظر ڈالیں گے پھر سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر لکھی جانے والی کتابوں کا مطالعہ کریں گے اور آخر میں متعلقاتِ سیرت کا تجزیہ کریں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حروف تہجی کے اعتبار سے سیرت نبوی پر جو کتابیں نظم و نثر میں مفصل یا مختصر لکھی گئیں ان میں سے ایک احمد بن محمد بن مفرح الاشبیلی العشاب (م ۶۳۷ھ) کی اختصار اخبار محمد بن اسحاق ہے جو برلین کے کتب خانے میں لبشکل مخطوطہ (۹۵۶۱) موجود ہے۔ حافظ ابو عیسیٰ یحییٰ بن عبد اللہ اللیثی نے اختصار سیرۃ الرسول کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی بغیتہ الملتمس اور فہرست ابن خیر ۲۳۲)۔ ایک اور اختصار مشہور صوفی طریقت امام محی الدین ابن عربی (۶۳۸ھ) نے اختصار السیرۃ النبویہ کے نام سے تحریر کیا تھا جس کا مخطوطہ دار الکتب مصریہ (۱۹۹۱) میں موجود ہے (تاریخ طلعت۔ یوسف الخالدی القدس، مجامیع ۱)۔ ابن اسحاق و ابن ہشام کی مشہور زمانہ سیرت رسول اللہ اندلس کے طول و عرض میں مقبول و متداول تھی۔ کئی اندلسی سیرت نگاروں نے اس کی شروح لکھیں، ان میں اہم ترین ابو ذر مصعب بن محمد الخشنی (۶۰۴ھ/۱۲۰۷ء) کی الاملاء المختصر فی شرح غریب السیرۃ اور امام عبد الرحمٰن بن عبد اللہ السہیلی الاندلسی (م ۵۸۱ھ/۱۱۸۵ء) کی الروض الانف فی شرح سیرۃ ابن ہشام کلاسیکی کتابوں کا درجہ رکھتی ہیں بلکہ وہ اصل کتاب پر کئی جہات سے اضافہ کرتی ہیں (فواد سزگین تاریخ التراث العربی ۱/۸۰-۱۰۸) ان میں سے موخر الذکر کئی بار چھپ چکی ہے جبکہ اوّل الذکر کے ابھی تک مخطوطے پائے جاتے ہیں۔ الروض الانف بڑی مقبول عام کتاب تھی اس لیے اس کے متعدد مخطوطے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ ان دونوں کتابوں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ ان کے اختصار لکھے گئے، ان کی شروح تیار کی گئیں اور ان کو منظوم بھی کیا گیا۔ مثلاً حافظ ذہبی (م ۷۴۸ھ/۱۳۴۷ء) جیسے عظیم و محدث و مورخ نے ۷۱۹ھ میں المنتقیٰ من الروض الانف کے عنوان سے اس کا ایک اختصار تیار کیا تھا جس کا مخطوطہ برلین لائبریری (۹۵۶۵) میں محفوظ ہے جو ستاون اوراق پر مشتمل ہے۔ ابو الفتح محمد بن ابراہیم البلبیسی (م ۹۳۷ھ/۱۵۳۱ء) نے الالمام بالروض و سیرۃ ابن ہشام المقلب بجلاء الافکار بسیرۃ المختار کے عنوان سے اس کی تہذیب کی تھی اس کا بھی ایک مخطوطہ مؤلف کے خط میں ۲۵۶ اوراق پر مشتمل خالدیہ قدس میں موجود ہے، (معہد المخطوطات العربیۃ ۲ ص ۹۰۶) ابو ذر خشنی کی شرح کی منظوم شرح فتح بن موسیٰ مغربی اندلسی (م ۶۶۳ھ/۱۲۶۵ء) کے علاوہ ایک نامعلوم مصنف نے الوصول الی السول کے عنوان سے کی تھی جس کا ایک مخطوطہ قاہرہ میں پایا جاتا ہے (۵/۶۰۴ ص ۳۸۰ وغیرہ) اسی طرح یوسف بن عبد الہادی (م ۹۰۹ھ/۱۵۰۳ء) نے المیرۃ فی حل مشکل السیرۃ کے عنوان سے اس کی ایک اور شرح لکھی تھی جس کا مخطوطہ ظاہریہ کے کتب خانے میں موجود ہے (سیرہ ص ۵۳۔ کل اوراق ۱۷۲) ان کے علاوہ بھی ان دونوں کتابوں کی شروح و حواشی اور مختصرات موجود ہیں۔ مثلاً بلوغ المرام من سیرۃ ابن ہشام والروض الانف والاعلام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تالیف تقی الدین ابی بکر بن حجۃ الحموی (م ۸۳۷ھ) جس کے مخطوطے برلین (ع ۹۵۶۸) اور نور عثمانیہ (۳۰۶۰) میں موجود ہیں۔ شمس الدین محمد بن احمد الکیفری الدمشقی کی (م ۸۳۱ھ) زھر الروض اصلاً سہیلی کی الروض کا اختصار تھی اسس کا حوالہ ابن العماد حنبلی نے دیا ہے (۱۹۶/۷) محمد بن ابی بکر بن جماعہ (م ۸۱۹ھ) نے مختصراً الروض الانف للسہیلی تیار کیا تھا جس کا ایک مخطوطہ تیمور کتب خانہ میں موجود ہے (تراجم ۶۶۱) یہاں یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خشنی نے تفسیر غریب ابیات السیرۃ لابن ہشام کے نام سے اس کے اشعار کی بھی شرح کی تھی اس کا ایک مخطوطہ ظاہریہ میں تفسیر ۱۲ کے نمبر سے محفوظ ہے۔ لیکن شرح غریب السیرۃ مصر سے ۱۳۲۹ھ میں شائع ہو چکی تھی۔

جو آزاد جامع کتب سیرت اندلس میں لکھی گئیں ان میں امام ابن حزم علی بن احمد (م ۴۵۶ھ) کی جوامع السیرۃ ایجاز و جامعیت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ اس کے کئی مخطوطے محفوظ ہیں اور وہ کئی بار چھپ بھی چکی ہے۔ مختصر سیرتوں میں عبد الرحمن الخشعی الاشبیلی کی الدرر فی اختصار السیر ہے جو ابھی تک مخطوطہ ہے (الرباط، الخزانۃ الملکیۃ تاریخ ۳۶۹۳) جبکہ حافظ ابن عبد البر یوسف بن عبد اللہ قرطبی، (م ۴۶۳ھ) کی الدرر فی اختصار المغازی و السیر قاہرہ سے ۱۹۶۶ء میں شائع ہو چکی ہے اور اہم کتب سیرت میں شمار کی جاتی ہے۔ محمد بن احمد جابر الاندلسی الضریر (م ۷۸۰ھ) کی السیرۃ النبویہ و المولد کا ایک مخطوطہ دار الکتب مصریہ میں موجود ہے (مجامیع ۹۴۴) اسی طرح احمد بن یوسف بن مالک الرعینی (م ۷۷۹ھ) کی السیرۃ و المولد النبوی کا مخطوطہ بھی وہیں محفوظ ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی غیر معروف کتب سیرت کے حوالے فہارس و مراجع میں ملتے ہیں۔ ان میں سے بطور مثال یحیٰی بن عبد اللہ بن ابی عیسیٰ اللیثی کی سیرۃ رسول اللہ کا حوالہ دیا جا سکتا ہے (بغیۃ الملتمس ۱۰۰، اور فہرست ابن خیر ۲۲۲)

اندلسی سیرت نگاری کی ایک عظیم و نمائندہ مثال امام ابن سید الناس محمد بن محمد (م ۷۳۴ھ) کی عیون الاثر فی فنون المغازی و الشمائل و السیر ہے جس کے مخطوطات کثیر تعداد میں دنیا بھر کی لائبریریوں میں موجود ہیں وہ قاہرہ سے ۱۳۵۶ھ میں چھپ بھی چکی ہے، اس کی عظمت کا اندازہ اور قبولیت کا قیاس اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کی متعدد شروح و حواشی اور مختصرات لکھے گئے ان میں خود مؤلف گرامی کا مختصر نور العیون فی فنون المغازی و الشمائل و السیر کے عنوان سے سر فہرست ہے۔ اس کے علاوہ بعض اہم ترین کتب یہ ہیں: (۱) یوسف بن عبد الہادی الصالحی الدمشقی (م ۹۰۹ھ) کی الاقتباس لحل مشاکل سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ ظاہریہ مجموع ۵۸/۱) (۲) محمد بن احمد بن عبد الہادی الصالحی الدمشقی (م ۷۴۴ھ) اقتباس الاقتباس لحل مشکل سیرۃ ابن سید الناس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۷ء المقدسی) (۳) امام علی بن برہان الدین الحلبی (۱۰۴۴ھ) نے اپنی مشہور کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون میں جو السیرۃ الحلبیۃ کے عنوان سے زیادہ مشہور ہے سیرت شامی اور ابن سید الناس کی سیرت کی تلخیص کی ہے، یہ کتاب کئی بار چھپ چکی ہے۔ (۴) احمد بن بکر العریقی البطلیشی، مفتی عکا (م ۱۱۴۷ھ) نے سیرت حلبیہ کا خلاصہ کیا ہے بعنوان خلاصۃ الاثر فی سیرۃ سید البشر (مخطوطہ ظاہریہ ص۱۰۳۲ تا ص۱۰۳۸، برلن ۹۶۱۲) (۵) عزالدین محمد بن ابی بکر (م ۸۱۹ھ) کی شرح سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ خالدیہ القدس سیرہ ص۱۴۱) (۶) ابن الشحنہ عبدالبر بن محمد الحلبی (م ۹۰۹ھ) شرح المنظومۃ الحلبیۃ فی السیرۃ النبویہ (مخطوطہ فیض اللہ ۱۴۶۸)، (۷) ابن العجمی، احمد بن ابراہیم سبط (م ۸۱۸ھ) کی النبراس علی سیرۃ ابن سید الناس (مخطوطہ عارف حکمت سیرہ ص۱۲۴)، (۸) ابوحیان النحوی، محمد بن یوسف (م ۷۴۵ھ) کی نظم عیون الاثر لابن سید الناس (مخطوطہ البلدیۃ الاسکندریۃ ص۲۴۷ ۳۴ ج) (۹) ابراہیم بن محمد بن خلیل (م ۸۴۱ھ) ابن العجمی کی شرح کا نام نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس جو مختلف مخطوطات کی شکل میں ہونے کے علاوہ چھپ بھی چکی ہے۔ تلاش و تفحص سے ان کے علاوہ بھی اور کئی شروح و مختصرات مل سکتے ہیں۔

ابن حزم اندلسی نے ایک اور کتاب المرتبۃ الرابعۃ فی نسب رسول اللہ و سیرہ و مغازیہ بھی لکھی تھی جو ابھی تک مخطوطہ ہے (مکتبہ الطاہر بن عاشور، تونس اور برلن ۹۵۱۰) اسی طرح محی الدین ابن عربی کی ایک اور کتاب سیرت محاضرات الابرار و مسامرات الاخیار ہے جو کئی بار مصر سے چھپ چکی ہے آخری طباعت ۱۹۷۳ء کی ہے۔ ابن حزم کے ایک معاصر علامہ ہشام بن احمد الوقشی الطلیطلی (م ۴۸۹ھ) کی السیرۃ النبویۃ کا حوالہ بغیۃ الملتمس ص۵۵ اور کحالہ ۱۳/۱۴۷ میں پایا جاتا ہے جبکہ ابن خیر نے اسماعیل بن الفضل بن طرخان التیمی کی سیرت نبوی کا حوالہ دیا ہے (۲۹۶)۔۔ احمد بن عیسیٰ بن حجاج الافلیح الاندلسی کی منظوم سیرت نظم الدرر و نثر الزہر کا حوالہ (الذیل والتکملۃ ۱/۱/۳۵۶) میں ملتا ہے۔ تاریخ اسلام کی عالمی اور جامع کتابوں میں بھی سیرت نبوی کے طویل و مفصل ابواب ملتے ہیں جن کو اگر الگ کر دیا جائے تو مفصل سیرت کی کتاب بن جائے ایسی کتابوں میں ابن عبدربہ کی العقد الفرید نمائندہ مثال ہے کہ اس میں کافی مفصل موادِ سیرت موجود ہے۔

اگرچہ مغازی اور مشاہد و فتوح نبوی سے متعلق کتب و رسائل صرف ایک پہلوئے سیرت سے بحث کرتے ہیں تاہم بسا اوقات وہ بھی کامل سیرت نبوی کی جامع کتابیں ہوتی ہیں۔ یہ روایت ارتقار کی چند دہائیوں کے بعد ہی قایم ہوگئی تھی اور مؤلفین مغازی نے عنوان کتاب کی کامل رعایت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ کرکے سیرت نبوی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اندلسی مؤلفین سیرت نے بھی اس روایت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ بعض نئی جہات شامل کرکے اسے مزید پروان چڑھایا۔ قاضی حافظ سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء اس کی نمائندہ مثال ہے عالمی کتب خانوں میں اس کے بہت سے مخطوطات ہیں اور وہ قاہرہ سے ۱۹۶۸ء میں چھپ بھی چکی ہے۔ حافظ ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ) نے اپنی جامع سیرت کا ایک اختصار المغازی کے عنوان سے بھی تیار کیا تھا جو غالباً مخطوطہ ہی ہے، غالباً واقدی اور بلاذری کی اتباع میں عبدالرحمٰن بن محمد بن حبیش اندلسی (م ۵۸۴ھ) نے الغزوات والفتوح کے عنوان سے اپنا مخطوطہ چھوڑا ہے۔

سیرت نبوی کے مختلف پہلوؤں پر بہت کثیر تعداد میں کتابیں اور رسالے تحریر کئے گئے ہیں۔ ذات رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت شریفہ خُلق القرآن ہونے کے سبب بے پناہ و بیکراں ہے اور ہر خطا کار نگاہ و فکر کے احاطۂ قدرت و دائرۂ استطاعت سے باہر ہے اور بقول علامہ شبلی نعمانی اگر کوئی لکھ سکتا ہے تو وہ صرف مالکِ کل خالقِ کائنات اللہ رب العالمین ہی لکھ سکتا ہے کہ وہی اپنے محبوب رسول مکرم و بندہ عزیز کو صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ ترتیب زمانی کے اعتبار سے عصر نبوی، جائے ولادتِ نبوی اور مولد شریف کو اولیت حاصل ہے اور اندلسی مؤلفینِ سیرت نے ان موضوعات کو اپنی کتابوں کا محور بنایا ہے خاص کر مولد/میلاد نبوی تمام سلم مؤلفین سیرت میں بڑا مقبول موضوع رہا ہے۔ حافظ ابن عبدربہ کی العقد الفرید میں عصر نبوی اور مکہ مکرمہ اور اس کی تہذیب و تمدن پر جو مواد موجود ہے اگر اس کو ایک جگہ جمع کرکے شائع کر دیا جائے تو مستقل کتاب بن جائے۔ میلاد نبوی پر جو کتابیں اندلس میں لکھی گئیں ان میں محمد بن احمد الانصاری الخزرجی کی الاعلام فیما یجب علی الانام من معرفۃ مولد المصطفیٰ علیہ السلام (مخطوطہ خوب قبو ۳۳۴ م ۶۰۳۱) عمر بن الحسن بن دحیہ الکلبی اندلسی (م ۶۳۳ھ) کی التنویر فی مولد السراج المنیر (مخطوطہ برٹش ۱/ ۹۵۸۷) احمد بن علی بن سعید الغرناطی (م ۶۶۳ھ) کی نظم الثمانتی فی مولد سید تہامہ (مخطوطہ برلن ۲/۹۵۴۸) محمد بن احمد بن جابر الاندلسی (م ۷۸۰ھ) کی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (مخطوطہ سلیمانیہ ۱/۳۴۴) اس نوع کی نمائندہ کتب ہیں۔ ان کے علاوہ تلاش و تفحص سے اور کتابوں کے حوالے بھی دئے جا سکتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے شریفہ، رضاعت اور ابتدائی زندگی، نسب و خاندان، آبائے اجداد اور اسلاف غرض کہ قبل بعثت سیرت مطہرہ کے مختلف پہلو مؤلفین سیرت کی توجہ کا مرکز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فکر و رقم کا مرکز رہے ہیں۔ اندلسی سیرت نگاروں نے اس مختلف الجہات موضوع پر اپنے کافی دقیع کام چھوڑے ہیں جن میں سے کچھ آج بھی مخطوطہ یا مطبوعہ کی شکل میں موجود ہیں۔ ابن دحیہ کلبی مذکور (م ۶۳۳ھ) نے اسماء النبی پر المستوفی فی اسماء المصطفیٰ کے نام سے کتاب لکھی تھی (مخطوطہ برلن ۱۱۴۴) جس کی ایک تلخیص محمد بن عبد الدائم المليق (م ۶۹۵ھ) نے اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کی تھی (مخطوطہ برلن مجموعہ ۹۵۱۶)۔ ابن دحیہ نے اپنی کتاب کی ایک شرح اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے کی تھی جس کا حوالہ ابن المقری نے دیا ہے (نفح الطیب ۲/۳۰۶) اندلس میں اس قسم کے مختصر موضوعات کے لیے ارجوزہ کی روایت پروان چڑھی تھی، اسی کے اتباع میں محمد بن احمد القرطبی (م ۶۷۱ھ) نے ارجوزۃ فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تالیف کی تھی (مخطوطہ برلن ۱۱۴۴) انساب عرب پر سب سے اہم جامع اور موجود کتاب امام ابن حزم کی جمہرۃ انساب العرب ہے جو کئی بار چھپ چکی ہے اور اس میں نسب نبوی شریف کے علاوہ آپ کے اجداد و اسلاف اور خاندان کا نسب بھی ہے اور مختصر حال بھی ہے۔ خاص آپ کے نسب شریف پر جو کتابیں اندلسی علماء نے لکھی ان میں علی بن محمد بن فرحون قرطبی (م ۶۴۴ھ) کی تواریخ الاخبار و التعریف بنسب النبی المختار (مخطوطہ الرباط ۱۴۳۸، د) امام رشاطی کی اقتباس الانوار اور عبد اللہ بن عبد الرحمن الازدی الاشبیلی کا مختصر اقتباس الانوار (مخطوطہ ازہر مصطلح (۱۴۳) ۹۰۱۵، دار الکتب ۲۶۵ ح وغیرہ) حافظ ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی الاندلسی (م ۵۴۰ھ) کی منہاج المناقب و معراج الحاسب الثاقب فی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مخطوطہ اسکوریال ۴/۴۰۴) محمد بن سلامہ القضاعی (م ۴۵۴ھ) کی نسب النبی و مولدہ و ہجرتہ و وفاتہ (مخطوطہ سوہاج ۶۶ تاریخ) کے علاوہ شیخ ابن عربی کی نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنتہ فی خلقہ و خلقتہ و سیرتہ کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ خاص خاندان قریش پر ابن حزم کے معرکۃ الآرا کام کے علاوہ حافظ القاسم اصبغ اندلسی (م ۳۴۰ھ) کی کتاب فضائل قریش (بغیۃ الملتمس ۳۳۴) اور عبد اللہ بن یحییٰ المرادی الاشبیلی (م بعد ۵۶۴ھ) کی کتاب المنتخب من نسب قریش خیار العرب (مخطوطہ کتاھیہ، وحید پاشا ۲۳۲۴ نقل خط مصنف ۵۶۴ھ) اہم کتب ہیں۔ والدین، اعمام، اجداد، امہات، اسلاف اور بعثت سے پہلے کی مجموعی زندگی پر اندلس میں کم کتابیں لکھی گئیں۔

اعلام و دلائل نبوت، بشارات ختم نبوت، وحی و نزول وحی، قرآن کریم، اثبات نبوت، عصمت نبوی اور اسراء و معراج وغیرہ نبوی زندگی کے اہم ترین موضوعات ہیں۔ مشرقی مؤلفین سیرت کی مانند اندلسی سیرت نگاروں نے ان موضوعات پر اکثر و بیشتر مستقل کتابیں الگ الگ تحریر کیں اور کبھی کبھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان میں سے بعض کو ملا کر لکھیں۔ ابو المطرب عبد الرحمن بن محمد فُطیس القرطبی (م ۴۰۲ھ) کی کتاب أعلام النبوۃ فی دلالات الرسالۃ کا حوالہ سخاوی نے دیا ہے (۵۳۶) جبکہ عبد اللہ بن عبد العزیز البکری الاندلسی (م ۴۸۷ھ) کی کتاب اعلام النبوۃ کا ذکر بھی ملتا ہے (ذیل ۱/۴/۱۰) دلائل النبوۃ کے عنوان سے جو کتب سیرت لکھی گئیں ان میں حافظ ابن ابی الدنیا عبد اللہ بن محمد (م ۲۸۱ھ) ثابت بن حزم السرقسطی (م ۳۱۳ھ)، ابن النقاش المقری (م ۳۵۱ھ) اور ابو ذر الخشنی (م ۶۰۴ھ) کی تالیفات کا ذکر مختلف مآخذ میں آیا ہے (سخاوی ۵۳۵، کشف الظنون ۱۴۱۸ اور فہرست ابن خیر ۳۶ وغیرہ)۔ وحی و نزولِ وحی اور قرآن مجید پر اتنی کتابیں ہیں کہ ان کے تذکرے کیلئے کئی دفتر درکار ہیں لہٰذا اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ بطور مثال منذر بن سعید البلوطی (م ۳۵۵ھ)، قاضی ابن العربی (م ۵۴۳ھ) ابو بکر محمد بن طیب الباقلانی (م ۴۰۳ھ) الحسن بن عبد الرحمن القضاعی، ابن مفرج البطلیوسی وغیرہ کے صرف نام گنائے جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امیۃ کے بارے میں ابو الولید سلیمان بن خلف الباجی (م ۴۷۴ھ) کے ایک رسالۃ فی الخلاف الواقع فی کتابۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الحدیبیۃ کا ذکر آتا ہے جس کا مخطوطہ (یا زمہ باغشلنز ۱۸۸۵/۳ مکتوبہ ۵۷۶ھ) موجود ہے۔ معجزاتِ نبوی پر عمر بن الحسن بن دحیہ الکلبی کی الآیات البینات فی ذکر ما فی أعضاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المعجزات احمد بن عیسیٰ بن حجاج الافلج الاندلسی کی الدرر البھیۃ فی معجزات خیر البریۃ اور ابن غصن الاشبیلی محمد بن ابراہیم (م ۶۲۳ھ) کی معجزات خیر البریۃ کا ذکر مختلف مآخذ میں ملتا ہے۔ (نفح الطیب ۲/۲۰۷ اور ۳۰۶، الذیل والتکملہ ۱/۱/۳۵۶۱)۔

مَدنی عہد نبوی پر جو مواد سیرتِ نبوی اور مغازی و مشاہد و فتوح کی جامع کتابوں میں موجود ہے اس کے علاوہ اس دور کے مختلف پہلو ہیں۔ جن میں ہجرت، مدینہ منورہ، مسجد نبوی، مدینہ میں ابتدائی نظم معاشرہ و حکومت، کاتبین، سفراء، عمال بعض انتظامی امور و معاملات جیسے معاہدے، صلح نامے، اموال، اقطاع، طعم اور وفود عرب کے علاوہ ازواجِ مطہرات اور عام و خاص صحابہ کرام اور حیات و شخصیت نبوی سے وابستہ اہم افراد و شخصیات اہم ترین موضوعات ہیں۔ ابن سلامہ قضاعی کی کتاب میں ہجرت کے باب کا ذکر آچکا ہے۔ ابھی تک مستقل کتاب اس عنوانِ بالا پر نہیں مل سکی ہے جبکہ حرمین شریفین پر رزین بن معاویہ العبدری السرقسطی (م ۵۳۵ھ) کی کتاب اخبار مکۃ والمدینۃ وفضلھما کا حوالہ بروکلمان نے دیا ہے (ذیل اول ۶۳۰) ان میں سے کئی موضوعات پر اندلسی کتابوں کا سراغ نہیں لگایا جاسکا۔ البتہ صحابہ کرام کی سوانح پر اندلسی سیرت نگاروں نے بڑے قابلِ قدر کارنامے انجام دئے ہیں۔ ان میں سب سے اہم حافظ ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) کی معرکۃ الآرا کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جس میں چار ہزار دو پچیس ۴۲۲۵ سوانحی خاکے ہیں اور وہ کئی بار چھپ چکی ہے اور اس کے مخطوطے بھی متعدد ہیں۔ اس اس کے علاوہ دو اہم کتابیں اپنے زمانے میں کافی مشہور و مقبول تھیں۔ اول ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کی اسماء الصحابۃ الرواۃ عن النبی کا مخطوطہ دار الکتب مصریہ (۲۵۴ مصطلح) میں موجود ہے جبکہ دوم محدث بقی بن مخلد اندلسی (م ۲۷۶ھ) کی اہم کتاب اسماء الصحابۃ وعدد ما رووا من احادیث کا ایک مخطوطہ معہد المخطوطات۔ ۱۰۱۸، تاریخ میں محفوظ ہے۔ ان کے علاوہ ابن عمیرہ الضبی نے حافظ خلف بن قاسم بن سہل (م ۲۹۲ھ) کی کتاب اسماء المعروفین بالکنٰی من الصحابۃ والتابعین کا حوالہ دیا ہے (بغیۃ الملتمس ۲۷۴) اس موضوع پر ایک عظیم کتاب امام الرشاطی عبداللہ بن علی (م ۴۶۶ھ) کی اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابۃ ورواۃ الآثار تھی جس کا اختصار مختصر اقتباس الانوار مؤلفہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الازدی الاشبیلی ہم تک مخطوطہ کی شکل میں ہی پہونچ سکا ہے۔ حافظ ابن سید الناس کی ایک اہم کتاب تحصیل الاصابۃ فی تفضیل الصحابۃ کا ذکر صفدی نے کیا ہے (الوافی ۱/ ۲۹۲)

حافظ ابن عبدالبر کی الاستیعاب اتنی اہم اور کلاسیکی نوعیت کی کتاب ہے کہ بعد کی صدیوں میں اس کی متعدد شروح، اختصارات اور ذیل و تکملے لکھے گئے۔ ان میں محمد بن خلف بن فتحون (م ۵۲۰ھ) کی الاستلحاق علی الاستیعاب، ابن ابی طے یحییٰ بن حُمیدہ (م ۶۳۰ھ) کی تہذیب الاستیعاب، احمد بن یوسف الادرعی کی روضۃ الاحباب فی مختصر الاستیعاب اہم ترین ہیں (ہدیہ ۲/ ۸۴، کشف الظنون ۸۱، فوات کتبی ۴/ ۲۷۱، اور معجم المنجد) فضائل و مناقب اور سوانح صحابہ میں کئی کتابیں اندلسی سیرت نگاروں نے مختلف صدیوں اور شہروں میں لکھیں۔ ان میں امام عبدالملک بن حبیب الاندلسی (م ۲۳۸ھ) عبدالرحمٰن بن محمد فطیس القرطبی (م ۴۰۲ھ) کی فضائل الصحابۃ (ہدیہ ۴/ ۶۲، کشف ۱۲۷۰) معرفۃ الصحابہ والتابعین کے عنوان سے ابوالربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م ۶۳۴ھ) کی کتاب اور ابن سید الناس کی تالیف المقامات العلیۃ فی کرامات الصحابۃ الجلیلۃ (فوات ۲/ ۱۸۱ اور ۱/ ۲۹۳) کی مفقود کتابوں کے علاوہ امام ابن حزم اندلسی کی موجودہ مطبوعہ کتاب المفاضلۃ بین الصحابۃ بھی شامل ہے جو دمشق میں ۱۹۴۰ء میں چھپی۔ حافظ ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی (م ۵۴۰ھ) کی دو اہم کتابوں۔ ظل الغمامۃ فی مناقب العشرۃ وعمی الرسول اور ظل الغمامہ وطوق الحمامۃ فی مناقب من خصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صحابتہ بالکرامۃ۔ میں اول الذکر کا مخطوطہ موجود ہے (اسکوریال ۱/ ۴۰۴) جبکہ موخر الذکر کا صرف حوالہ ملتا ہے (فہرست ابن خیر ۳۸۶) اسی نوعیت کی ایک اہم کتاب قاضی عیاض (م ۵۴۴ھ) کی تالیف السیف المسلول علی من سب اصحاب الرسول کا بھی حوالہ آیا ہے (کشف ۲/ ۱۰۱۸) ابن العجمی احمد بن ابراہیم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(م ۶۸۶ھ) کی تالیف قرۃ العین فی فضائل الشیخین کو بھی اس زمرہ میں شمار کیا جاسکتا ہے (ہدیہ ۱/۱۳۴) المقری نے ابوالربیع بن سالم کی ایک دلچسپ عنوان کی کتاب المعجم فیمن وافقت کنیتہ کنیۃ زوجہ من الصحابہ کا حوالہ دیا ہے (نفح الطیب ۴/۴۷۵ ع) جستجو کی جائے تو ایسی کتابوں کی فہرست میں اور کئی ناموں کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تفہیم موضوع کے لیے انھیں کا تذکرہ کافی ہے۔

سیرت نبوی کے دوسرے پہلوؤں میں اخلاق نبوی پر ابن حبان کی اخلاق رسول اللہ دراصل امام محمد بن الولید الفہری الطرطوشی (م ۵۲۰ھ) کا اختصار ہے (فہرست ابن خیر ۱۰ ۲۷) خصائص النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ابن السدی الاندلسی، یوسف بن موسیٰ (م ۶۶۳ھ) کی تالیف تھی (کشف ۷۰۶) اسی موضوع پر عمر بن الحسن بن دحیہ الکلبی کی کتاب نہایۃ السول فی خصائص الرسول کے عنوان سے مخطوطہ کی شکل میں دارالکتب المصریہ (۷۰۵۹۱ب) میں محفوظ ہے۔ شمائل نبوی پر امام ترمذی کی عظیم الشان کتاب نے متعدد طبعزاد تالیفات کے علاوہ شروح وحواشی اور مختصرات کی بنا ڈالی تھی۔ اندلسی سیرت نگاروں نے بھی کئی کتابیں لکھی تھیں ان میں علی محمد بن محمد بن ابراھیم الغرناطی (م ۵۵۲ھ) کی کتاب الشمائل بالنور الساطع الکامل عمدہ کتاب تھی (کشف ۱۰۵۹، کحالہ ۷/۱۷۰)۔ دوسری محمد بن عتیق الازدی الغرناطی (م ۶۴۶ھ) کی مطالع الانوار فی شمائل المختار تھی (ہدیہ ۲/۱۲۴) حقوق وآداب نبوی پر تمام ادوار کی عظیم ترین کتاب قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (م ۵۴۴ھ) کی معرکۃ الآرا تالیف الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ہے جس کے بہت سے مخطوطے ہیں اور وہ متعدد بار مختلف ممالک میں چھپ چکی ہے۔ اس کی عظمت ومقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں، اس کے خلاصے تیار کیے گئے، اس کے مشکل الفاظ کے معانی پر کتابیں لکھی گئیں اور ہر طرح سے اس پر کام کیا گیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور حافظ الخفاجی شہاب احمد بن محمد (م ۱۰۶۹ھ) کی شرح نسیم الریاض ہے۔ جو کئی بار چھپ چکی ہے اس کے متعدد مخطوطے بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ لگ بھگ دو درجن کتابیں اسی پر لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے کئی اندلسی مؤلفین کی ہیں۔

ازواج مطہرات، اولاد نبوی اور اہلبیت پر بالعموم کم کتابیں لکھی گئیں اور اندلسی سیرت نگاروں نے کم تر لکھیں۔ ان میں قاضی ابن العربی کی حدیث الافک پر اسی عنوان سے جس کا حوالہ المقری نے دیا ہے (نفح الطیب ۲/۲۶) ابن زیج اندلسی ابوعمران موسیٰ بن محمد نے ایک قصیدۃ فی مدح ام المومنین السیدہ عائشہ لکھا تھا جس کا ایک مخطوطہ موجود ہے (البلدیۃ الاسکندریہ ۲۱۹۰ د) اس قسم کی ایک یا دو اور غیر اہم کتابیں یا قصیدے اور رسالے ہیں۔ اولاد نبوی پر کوئی قابل قدر کام کہیں نہیں ہوا نہ ہی اہلبیت پر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حج نبوی پر جو کتابیں لکھی گئیں ان میں امام ابن حزم (م ۴۵۶ھ) کی حجۃ الوداع اہم ترین کتابوں میں شامل ہے، اس کے متعدد مخطوطے بھی ہیں اور وہ بیروت وغیرہ سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ حدیث نبوی اگرچہ سیرت سے متعلق ہے تاہم وہ اپنی جگہ مستقل اور اہم ترین موضوع ہے۔ اس پر اندلسی علماء نے بہت زیادہ کام کیا ہے لہٰذا اس سے متعلق کتابوں کا ذکر کسی اور مضمون میں کیا جائے گا۔

قرات نبوی پر محمد بن عیسیٰ البریلی الاندلسی (م ۴۰۰ھ) کی کتاب وقوف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القرآن کا حوالہ حاجی خلیفہ نے دیا ہے (کشف ۲۰۲۵) تفسیر نبوی پر محمد بن احمد الغرناطی (م ۷۰۰ھ) کی کتاب تفسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حوالہ ملتا ہے (ہدیہ ۲/۶۰) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں پر جو چند کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں محمد بن فرج المالکی القرطبی المعروف با بن الطلاع (م ۴۹۷ھ) کی کتاب اقضیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف اہم ترین ہے بلکہ خوش قسمتی سے موجود ہے اور بیروت و مصر سے چھپ بھی چکی ہے جبکہ حکمت نبوی پر دو کتابوں کا سراغ ملا ہے اور دونوں اندلسی سیرت نگاروں کی ہیں۔ ان میں سے ابو احمد العسکری (م ۳۸۲ھ) کی کتاب الحکم والامثال المرویۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف حوالہ ملتا ہے (فہرست ابن خیر ۲۰۲) جبکہ امام محمد بن عبد اللہ العربی (م ۵۴۳ھ) کی تالیف حِکَمُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مخطوطہ اسکندریہ میں محفوظ ہے (حدیث ۲۱) طب نبوی پر تقریباً بیس کتابوں میں سے کم از کم دو اندلسی علماء کی ہیں۔ ایک عبد الملک بن حبیب (م ۲۳۸ھ) کی الطب النبوی کے نام سے تھی جس کا صرف حوالہ ملتا ہے (کشف ۱۰۹۵) دوسری امام ابن حزم کی کتاب ہے جو مختصر ہونے کے سبب رسالۃ فی الطب النبوی کے نام سے بیروت سے ۱۹۶۹ء میں چھپ چکی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا موضوع بڑا مقبول رہا ہے۔ متعدد علماء نے اس پر کتابیں رسالے لکھے ہیں یا قصیدے کہے ہیں۔ اندلسی سیرت نگاروں میں ابن شاہین (م ۳۸۵ھ) کی فضل الصلاۃ علی النبی (فہرست ابن خیر ۲۷۸)، جبیر بن جبیر بن محمد القرطبی (م ۶۱۵ھ) کی مطالع الانوار و منار الابرار فی فضل الصلوٰۃ علی النبی المختار (ہدیہ ۱/۲۵۰) اور ابن عربی کی الصلوٰۃ المحمدیہ کا حوالہ ملا ہے۔ موضوع الذکر کی ایک شرح عبد الغنی النابلسی (م ۱۱۴۳ھ) نے ورد الورود وفیض البحر الممدود کے عنوان سے کی تھی جس کا مخطوطہ محفوظ ہے (دار الکتب المصریہ ۲۲۱۸۶ ب)۔ مدح رسول اور نعت نبوی اسی نوع کا دوسرا مقبول ترین موضوع رہا ہے۔ اس پر بہت سے شعراء و ادباء اور سیرت نگاروں نے نظم و نثر میں بہت سی کتابیں، رسالے اور نظمیں لکھی ہیں۔ ان میں اندلسیوں کا حصہ بھی کافی ہے۔ ان کی ایک اہم ترین تالیف امام ابن سید الناس کی کتاب بشری اللبیب بذکری الحبیب ہے جس میں انھوں نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مدحِ نبوی میں اپنے قصائد کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ اس کے متعدد مخطوطات بھی ہیں اور وہ ۱۸۰۵ء میں چھپ بھی چکی ہے۔ مشہور قصیدۂ بردہ نے متعدد علماء و شعراء کو اس کی شرح وغیرہ پر ابھارا تھا۔ اندلسی سیرت نگاروں میں محمد بن علی الشاطبی الاندلسی (م بعد سنہ ۷۰۸ھ) کی تخمیس البردہ کا مخطوطہ رباط میں محفوظ ہے (۱۲۳۱ - ۱۴۱۶د) اس کے علاوہ اس کی کئی شروح و تفسیریں کی گئی تھیں ان کا ذکر اختصار کی غرض سے نظر انداز کیا جاتا ہے۔ جبکہ مالک بن عبد الرحمٰن بن المرحل المالقی (م سنہ ۶۹۹ھ) کی کتاب التوشیحات النبویۃ علی حروف المعجم کا صرف حوالہ ہی مل سکا ہے، انھیں کی ایک اور کتاب القصائد العشرنیات المحمدیات وشرحہا وغیرہ کا بھی صرف حوالہ ہی ملتا ہے (کحالہ ۸ / ۱۶۹ ــــــ خوش قسمتی سے ابن جابر الاعمیٰ (م سنہ ۷۸۰ھ) کا قصیدہ بدلعیتہ بعنوان الحلۃ السیراء فی مدح خیر الوری قاہرہ سے سنہ ۱۳۴۸ھ میں چھپ چکا ہے۔ یہ اپنے زمانے میں اور بعد میں بھی کافی مقبول رہا ہے اسی لیے اس کی کئی شرحیں لکھی گئیں جن میں احمد بن یوسف الرعینی الغرناطی (م سنہ ۷۷۹ھ) کی شرح کا حوالہ ملتا ہے (مفتاح السعادۃ ۱ / ۱۹۵) جبکہ مؤلف موصوف نے ایک کتاب خود بعنوان طراز الحلۃ وشفاء الغلۃ لکھی تھی (کشف ۱۰۸۶) قاضی عیاض (م سنہ ۵۴۴ھ) نے بھی ایک قصیدہ بعنوان قصیدۃ فی مدح خیر البریۃ لکھا تھا جس کا مخطوطہ ملتا ہے (الرباط ۸۸۶ - ۲۷۴د) جبکہ اسی عنوان سے لسان الدین ابن الخطیب (م سنہ ۷۷۶ھ) کا قصیدہ بھی اسی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ محمد بن علی الغرناطی (م سنہ ۷۱۵ھ) کا قصیدہ بعنوان قصیدۃ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم دو ہزار اشعار پر مشتمل تھا (کشف ۱۳۴۴) ان کے علاوہ اور بھی قصائد اندلسی علماء کے ہیں جن کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

خواب میں رویت نبوی، آپ کی ذات سے توسل و استعانت، آپ کے نام استغاثہ کے رسالے اور خطوط، آپ کی اقتداء و ہدایت، آپ کی قبر شریف کی زیارت اور آداب وغیرہ مسلم علماء و مؤلفین کے بڑے محبوب موضوعات رہے ہیں اور ان پر بہت سی کتابیں اور رسالے لکھے گئے ہیں۔ اندلسی مؤلفین میں بھی یہ روایت باقی اور قائم رہی۔ امام سہیلی (م سنہ ۵۸۱ھ) عبد الرحمٰن عبد اللہ نے ایک مختصر رسالہ لکھا تھا جس کا عنوان تھا رسالۃ فی رویۃ اللہ تعالیٰ ورویۃ رسولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (ہدیہ ۵۲۰) ابو الحجاج المنتشاقری کی کتاب حقائق برکات المنام فی مرای المصطفیٰ خیر الانام کا حوالہ مقری نے دیا ہے (نفح الطیب ۶ / ۱۴۵) توسل و استغاثہ کے موضوع پر ابو الربیع سلیمان بن موسیٰ الکلاعی (م سنہ ۶۳۴ھ) کی کتاب مصابیح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظۃ والمنام کا حوالہ ہی ملا ہے (کشف ۱۷۰۶) دلچسپ بات یہ ہے کہ توسل اور استغاثہ پر جن پانچ رسالوں کا سراغ ملا ہے وہ سب کے سب اندلسی علماء اور مؤلفین کے لکھے ہوئے ہیں:۔ (۱) ابو محمد عبد اللہ بن السید البطلیوسی (م سنہ ۵۲۱ھ) کا رسالۃ الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) ابن ابی الخصال محمد بن مسعود الغافقی (م ۵۴۰ھ) کا رسالۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ باقی تین رسالے رسالۃ الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے لکھے گئے ہیں جن میں سے دو ابن الخطیب کے تحریر کردہ ہیں اور ایک ابن الحنّان محمد بن محمد الانصاری المرسی کا (فہرست ابن خیر بالترتیب ۲۰۴، ۸۱۴ اور نفح الطیب ۶/ ۶۰-۲۵۴ اور ۳۷۹ نیز ۷/ ۴۲۴)۔ بقیہ موضوعات پر اندلسی سیرت نگاروں کی تحریروں کی تحقیق ابھی باقی ہے۔

ظاہر ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا یہ ایک سرسری جائزہ ہے اگرچہ کوشش یہ رہی ہے کہ اسے اختصار کے ساتھ ساتھ زیادہ سے زیادہ جامع بھی بنایا جائے تاکہ اندلسی مؤلفینِ سیرت کی کاوشوں کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھا جا سکے۔ تمام دستیاب مآخذ و مصادر کا بھی احاطہ نہیں کیا گیا ہے کہ وہ وقت طلب اور مقام طلب ہے صرف چند بنیادی قدیم و جدید مآخذ پر انحصار کیا گیا ہے۔ اس میں کتابوں اور ان کے مؤلفین کے بارے میں تفصیلات دینے سے بھی گریز کیا گیا ہے کہ وہ مختصر مقالہ کی حدود سے باہر نکل جاتیں۔ کیونکہ ہمارا اصل مقصود یہ ہے کہ اندلسی سیرت نگاری کا ایک مختصر و جامع جائزہ پیش کر کے مزید تحقیقات کی راہ ہموار کی جائے۔ اصلاً یہ موضوع بڑا وسیع ہے اور مقالہ سے زیادہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اسی بنا پر اس میں تجزیہ و تحلیل بھی نہیں ہے۔ آخر میں البتہ اس پوری بحث کا ایک تجزیہ ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ ایک نظر میں اندلسی سیرت نگاری کو دیکھا جا سکے۔

حرفِ آخر

اندلس میں سیرتی ادب کے ارتقاء کے اس مختصر اور ناقص جائزے سے بعض اہم نکات اہل علم و نظر کے غور و فکر کے لیے سامنے آتے ہیں:

اوّل یہ کہ اندلسی سیرتی ادب کا ارتقاء دو ہم آہنگ خطوط پر ہوتا رہا: ایک سیرتِ نبوی کے مطالعہ کی روایت کے ذریعہ اندلسی اہلِ علم سیرت کی کتابوں کی سماعت و روایت اور قراءت و کتابت کرتے رہے، دوسرے بہت سے اندلسی علماء و مؤلفین نے سیرت نگاری کے ذریعہ اپنے سیرتی ادب کو مالا مال کیا۔ مطالعہ کی روایتِ اسلامی کے ضمن میں یہ حقیقت بھی یاد رکھنی چاہیے کہ طالبانِ سیرت نے صرف اندلسی مراکزِ علم و فن میں ہی اندلسی علماء و شیوخ سے تعلیم نہیں حاصل کی بلکہ دور دراز کے سفر کر کے افریقہ اور ایشیاء بالخصوص مشرق کے اصل اسلامی مراکز میں بھی نامور شیوخ و اساتذہ سے تحصیلِ فن کیا۔ اس ضمن میں دوسری اہم حقیقت یہ ہے کہ سیرت نبوی کے اعلیٰ درجہ کے طالب علموں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے اندلسی مراکزِ علم وفضل میں نامور مؤلفین کتبِ سیرت سے اکتسابِ علم کیا اسی طرح ان جیسے متعدد نے مشرقِ اسلامی کے عظیم ترین سیرت نگاروں کی کتابوں کو بالمشافہہ ان کی جنابِ عالی میں حاضر ہوکر پڑھا یا ان کے شاگردوں کے سلسلۂ زریں سے ارتباط قائم کرکے حاصل کیا۔ اخذ واستفادہ اور افادہ و افاضہ کی یہی روایت مسلسل سیرت نگاری کے میدان میں بھی جاری رہی۔

دوم یہ کہ زمان و مکان کے اعتبار سے اندلسی سیرتی ادب کے ارتقا کے دونوں بیک وقت مخلوط و متوازی دھارے سرزمینِ اندلس کی اسلامی فتح کے جلو میں بہنے شروع ہوئے اور اسلامی پرچم کے زیرِ سایہ ان کے رقبہ میں وسعت پیدا ہوتی گئی تا آنکہ فتح اندلس کی تکمیل کے ساتھ وہ ملک کے گوشے گوشے میں پھیل گئے جہاں مسلم آبادی اور اسلامی روایاتِ علم وفن قائم تھی۔ ان دونوں دھاروں کا بہاؤ اور دونوں طریقوں کا فیضان تقریباً آٹھ سو سال تک برسوں اور صدیوں کے نشیب و فراز سے گذرتا ہوا برابر جاری و ساری رہا۔ اسلامی اندلس کے تمام مراکزِ علم و ادب میں بالخصوص اور تمام مسلم علاقوں میں بالعموم ہر سطح پر سیرت نبوی کی تعلیم جاری رہی اور اعلیٰ سطح پر سیرت نگاری کی روایت اول الذکر میں قائم رہی۔ اور اہم ترین حقیقت یہ کہ سرزمینِ اندلس سے مسلمانوں کے اخراج اور اسلامی تہذیب و تمدن کی کامل بربادی کی کوششوں کے باوجود ان طریقوں کے غیر فانی نقوش اوراقِ کتب وصحائف میں ثبت ہوکر بعد کی نسلوں کے لیے دلیل راہ بنے۔

سوم یہ کہ اندلسی سیرتی ادب اگرچہ اپنے آغاز و ارتقا کے لیے بنیادی مراکزِ اسلامی یا مشرقِ اسلامی کے عطیات و اضافات کا رہین منت ہے کہ اس کو سیرت نبوی کے مطالعہ کی قائم شدہ روایت بھی ملی تھی اور سیرت نگاری کی کافی ترقی یافتہ فنی تربیت بھی تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے ان دونوں کو اپنی اپنی جگہ پروان چڑھایا تھا اور ان کو مالا مال کیا تھا۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر کہہ دیا جاتا ہے کہ اندلسی علم وفن بالعموم اور سیرت نگاری اور تاریخ نویسی بالخصوص مشرقی اساتذہ و شیوخ کے کارناموں کا چربہ اور نقلِ محض ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے مشرقی سیرتی ادب کی دولت میں قابلِ قدر اضافہ کیا ہے۔

چہارم یہ کہ جہاں تک موادِ سیرت و تاریخ کا تعلق ہے مشرق اسلامی اور اس کے علمی و تہذیبی مراکز کو چند گونہ فضیلت حاصل تھی۔ وہ نہ صرف جولان گاہِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے بلکہ موادِ سیرت کے اخذ و جمع اور تدوین و تالیف کے اولین امین بھی وہی تھے۔ جب تک اسلامی اندلس وجود میں آتا سیرتِ نبوی کا سارا مواد تقریباً جمع ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری صدی ہجری کے بعد مشرقی سیرت نگاروں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے بھی مواد و اصل میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ ان کا جو کچھ کارنامہ ہے وہ جمع و تدوین اور تالیف و تصنیف کی مختلف جہات میں اضافہ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہی صورتِ حال اندلس کے سیرت نگاروں کو پیش آئی۔ وہ نہ تو اصل مواد سیرت تک بنیادی اور براہِ راست رسائی رکھتے تھے اور نہ ہی ان کے مآخذ و مصادر پر کلی دسترس۔ البتہ جہات میں انھوں نے بھی اضافہ کیا۔

پنجم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے تیسری صدی ہجری اور بعد کی صدیوں کے مشرقی سیرت نویسوں کی مانند سیرت نبوی کے تقریباً تمام موضوعات پر قابلِ قدر کتابیں اور رسالے لکھے۔ وہ موضوعات خواہ بعثت نبوی سے قبل کی حیات طیبہ سے تعلق رکھتے ہوں جیسے قبل نبوت عصرِ نبوی، ولادت وجائے ولادتِ نبوی، اسماء و نسبِ نبوی، اسلاف و آبا و اجدادِ نبوی، رضاعت نبوی وغیرہ یا بعثت نبوی اور اس کے متعلقات جیسے وحی و نزولِ وحی، قرآن کریم نبوتِ محمدی، اعلام و مبشراتِ نبوت، دلائل و اثباتِ نبوت، معجزات بالخصوص اسراء و معراجِ نبوی وغیرہ۔ یا مدنی دورِ طیبہ کے اہم سنگ میل ہوں جیسے ہجرت وجائے ہجرتِ نبوی، تنظیم معاشرہ و تعمیر مسجد نبوی، مغازی و مشاہد و فتوحِ نبوی، عام صحابہ کرام ہوں یا حکومت نبوی کے عمال و سفراء اور کتابِ نبوی یا تنظیم و تاسیس حکومت الٰہی کے اہم کارنامے صلحناموں، معاہدوں، اموال و اقطاع، دفود و عہود وغیرہ کی شکل میں ہوں۔ اور سب سے اہم یہ کہ پوری حیاتِ نبوی پر شامل جامع سیرت کی کتب نادرہ ہوں۔ سیرت و شخصیت نبوی کے مختلف پہلو ہوں جیسے حلیہ و صفات نبوی، عصمت و اخلاقِ نبوی، خصائص و مناقب ہوں یا فضائل و شمائل، افعال و الفاظ ہوں یا جوامع الکلم و احادیث و سنن ہوں، شجاعت و فروسیت ہو یا شرف و فضل نبوی۔ یا آپ کی ذات و الا صفات سے متعلق اشیاء ہوں جیسے لباس و آلات و اسلحہ، نعال و خیل و اعلام ہوں یا جملہ متروکات نبوی، یا آپ سے متعلق افراد و اولاد ہوں یا ازواج مطہرات و اخلاف و اہلبیت۔ یا آپؐ کے ادا کردہ فرائض عبادت ہوں جیسے حج و نماز وغیرہ۔ یا آپ کے احکام و فرامین و اذکار و ادعیہ ہوں جیسے قرآن کی قرارت و تفسیر، فتاوی و فیصلے خطبات و اقوال، حکم و امثال، اجتہاد و فقہ، احکام و وصایا یا طب و علاج کے طریقے ہوں۔ اندلسی سیرت نگاروں نے آپ کے احسانات کی یاد و تذکیر کی خاطر آپ پر درود و صلوٰۃ اور مدح و نعت سے متعلق کتابیں و قصائد بھی لکھے، آپ کی رویت آپ سے شکوی، آپ کی شفاعت کی طلب، زیارت و استغاثہ وغیرہ پر بھی کتابیں تالیف کیں اور سب سے بڑھ کر آپ کے حقوق و آداب بھی امت اسلامی کو بتائے۔ غرض کہ انھوں نے تقریباً ہر پہلوئے سیرتِ نبوی پر تالیف و تصنیف کی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ششم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے مشرقی سیرت نگاروں کے کام پر قابل قدر اور گراں بہا اضافے کئے، ایسے شاندار و مستحکم اور موثر اضافے کہ ان کا لوہا مشرقی اساتذۂ و شیوخ نے بھی مانا جس طرح اندلسی سیرت نگاروں نے ابن اسحاق و ابن ہشام کی سیرتِ نبوی، امام ترمذی کی شمائل نبوی، واقدی و ابن سعد کی مغازی وغیرہ امہات الکتب کی شرح و تلخیص کی، اسی طرح مشرقی سیرت نگاروں کو ان کے کارناموں نے اتنا متاثر کیا کہ ان کو اپنے کاموں کی تلخیص و تشریح پر مجبور کر دیا۔ ابن ہشام کی سیرت کی شرحِ سہیلی اتنی عظیم و اعلیٰ کتاب تھی کہ وہ کلاسیک کا درجہ اختیار کر گئی اور متعدد مشرقی سیرت نگاروں نے اس کی تلخیص و تشریح لکھی۔ یہی حال ابن عبد البر کی استیعاب ابن سید الناس کی سیرت اور قاضی عیاض کی شفا اور کلاعی کی الکتفاء وغیرہ کا ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں تاہم ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اندلسی سیرت نگاروں نے محض اخذ و استفادہ ہی نہیں کیا بلکہ اپنے اساتذہ و شیوخ کو افادہ و اضافہ سے بھی نوازا تھا۔

ہفتم یہ کہ اندلسی سیرت نگاروں نے سیرت نبوی کے مختلف جہات میں صرف توسیع کا کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ مطالعہ و تالیف سیرت میں گہرائی اور عمق بھی پیدا کیا۔ یہ گہرائی، سہیلی خشنی، ابن عبدربہ، ابن عبد البر، قاضی عیاض، کلاعی اور ابن سید الناس کے علاوہ بعض قدرے غیر معروف سیرت نگاروں کی تالیفات میں بھی نظر آتی ہے۔ جدید دور میں سیرت نبوی کے صحیح، وقیع اور جامع مطالعہ کے لیے اندلسی سیرت نگاروں کی کتب سیرت کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ناگزیر ہے۔ مثلاً ابن ہشام کی سیرت نبوی کا صحیح مطالعہ سہیلی کی شرح کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ اندلسی سیرت نگاری کے بارے میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرقی سیرت نگاری کی روایات سے مستفاد ہونے کے باوجود اس کی اپنی الگ پہچان اور وقعت ہے اور اس سے استفادہ کے بغیر ہر مطالعۂ سیرت ناقص ہے۔

کتابیات

ابن الآبار، ابو عبد اللہ محمد القضاعی البلنسی (۵۹۵-۶۵۸ھ / ۱۱۹۹-۱۲۶۰ء) ۔ تکملۃ الصلۃ البشکوالیۃ ۔ معجم اصحاب القاضی ابی علی الصدفی میڈرڈ ۱۸۸۵ء

ابن ابی زرع، محمد بن عبد الحلیم (م ۷۲۶ھ / ۱۳۲۶ء) ۔ الانیس المطرب بروض القرطاس فی اخبار ملوک المغرب و مدینہ فاس البالیہ ۱۸۴۳ء

ابن بشکوال، خلف بن عبد الملک (۴۹۴-۵۷۸ھ / ۱۱۰۱-۹۳ء) ۔ کتاب الصلۃ فی تاریخ ائمۃ الاندلس میڈرڈ ۱۸۸۳ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن جابر الاعمیٰ محمد بن احمد النحوی	(م سنہ ۷۸۰ھ)	الحلۃ السیراء فی مدح خیر الوریٰ السلفیہ قاہرہ سنہ ۱۳۴۸ھ
ابن حزم، علی بن احمد	(۳۸۴-۴۵۶ھ / ۹۹۴-۱۰۶۴ء)	جوامع السیرۃ قاہرہ سنہ ۱۹۵۶ء جمہرۃ انساب العرب قاہرہ سنہ ۱۹۶۲ء
		- حجۃ الوداع بیروت سنہ ۱۹۶۶ء
		- رسالۃ فی الطب النبوی بیروت سنہ ۱۹۶۹ء
(ابن سعید الشقندی)		- فضائل الاندلس واہلہا بیروت سنہ ۱۹۶۸ء
		- المفاضلۃ بین الصحابۃ دمشق سنہ ۱۹۴۰ء
ابن حیان قرطبی، حیان بن خلف	(۳۷۷-۴۶۹ھ / ۹۸۷-۸-۱۰۷۶ء)	کتاب المقتبس فی تاریخ رجال الاندلس پیرس سنہ ۱۹۳۷ء
ابن الخطیب، لسان الدین	(۷۱۳-۷۴۱ھ / ۱۳۱۳-۷۴ء)	الاحاطہ فی تاریخ غرناطہ دار المعارف قاہرہ سنہ ۱۹۵۵ء
		- الاعمال الاعلام فیمن بویع قبل الاحتلام من ملوک الاسلام، بیروت سنہ ۱۹۵۶ء
		- اللمحۃ البدریۃ فی الدولۃ النصریۃ، قاہرہ سنہ ۱۳۴۷ھ
ابن خلکان، احمد بن ابراہیم	(۶۰۸-۶۸۱ھ / ۱۲۱۱-۸۲ء)	وفیات الاعیان وانباء الزمان، قاہرہ سنہ ۱۳۱۰ھ
ابن خیر الاشبیلی، ابوبکر محمد اموی	(۵۰۲-۵۷۵ھ / ۱۱۰۸-۷۶ء)	فہرستہ ما رواہ عن شیوخہ من الدواوین المصنفۃ فی ضروب العلم وانواع المعارف مکتبۃ المثنیٰ بغداد سنہ ۱۹۶۳ء
ابن سید الناس، محمد بن محمد	سنہ ۷۳۴ھ	بشری اللبیب بذکریٰ الحبیب (قصائد) سترالہند سنہ ۱۸۱۵ء
		- عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر قاہرہ سنہ ۱۳۶۵ھ
ابن الزبیر، ابوجعفر احمد	(۶۲۷-۷۰۸ھ)	صلۃ الصلۃ، رباط سنہ ۱۹۳۷ء
ابن الطلاع، محمد بن فرج القرطبی	(م سنہ ۴۹۷ھ)	اقضیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بیروت سنہ ۱۹۷۸ء
ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ القرطبی	(سنہ ۴۶۳ھ)	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، نہضۃ مصر قاہرہ
		الدرر فی اختصار المغازی والسیر، قاہرہ سنہ ۱۹۶۶ء
ابن عبد ربہ، احمد بن ابی عمر قرطبی	(۲۴۶-۳۲۸ھ / ۸۶۰-۹۴۰ء)	العقد الفرید، بیروت سنہ ۱۹۵۱-۵ء
ابن العجمی، ابراہیم بن محمد	سنہ ۸۴۱ء	(نور النبراس فی شرح سیرۃ ابن سید الناس)
ابن العذاری، ابوعبد اللہ محمد بن احمد	(م بعد سنہ ۶۹۵ھ / ۱۲۹۵ء)	البیان المغرب، پیرس ۱۹۳۰ء
		احکام القرآن مصر ۱۹۱۳ء
قاضی ابن العربی، ابوبکر محمد بن عبد اللہ	(۴۶۸-۵۴۳ھ / ۱۰۷۵-۱۱۴۸ء)	عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن عربی، محی الدین محمد بن محمد مرسی (سنہ ۵۶۰-۶۳۸ھ / ۱۱۶۵-۱۲۴۰ء) محاضرات الابرار و مسامرات الاخیار، قاہرہ سنہ ۱۹۰۳ء

ابن عمیرہ الضبی، احمد بن یحییٰ (م سنہ ۵۹۹ھ / ۱۲۰۳ء) بغیۃ الملتمس فی تاریخ رجال اہل الاندلس، میڈرڈ ۱۸۸۴ء

ابن فرحون، ابراہیم بن علی الیعمری (م سنہ ۷۹۹ھ / ۱۳۹۶ء) الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب
قاہرہ سنہ ۱۳۲۹ھ

ابن الفرضی، عبد اللہ بن محمد الازدی (سنہ ۳۵۱-۴۰۳ھ / ۹۶۲-۱۰۱۳ء) تاریخ علماء الاندلس، قاہرہ سنہ ۱۹۵۴ء (دو جلدیں)

ابن القوطیہ ابو بکر محمد بن عمر (م سنہ ۳۶۷ھ / ۹۲۷ء) تاریخ افتتاح الاندلس، میڈرڈ سنہ ۱۸۶۸ء

ابو حیان الغرناطی، محمد بن یوسف الغرناطی (سنہ ۶۵۴-۷۴۵ھ / ۱۲۵۶-۱۳۴۴ء) البحر المحیط، قاہرہ سنہ ۱۳۲۸-۹ھ

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور سنہ ۱۹۶۴-۸۹ء متعلقہ مقالات

الحلبی، علی بن برہان الدین (م سنہ ۱۰۴۴ھ) انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون
(السیرۃ الحلبیۃ) قاہرہ سنہ ۱۹۶۴ء

الحمیری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (م سنہ ۸۶۶ھ) صفۃ جزیرۃ الاندلس، قاہرہ سنہ ۱۹۳۷ء

الخفاجی، شہاب احمد بن محمد عبد اللہ (م سنہ ۱۰۶۹ھ) نسیم الریاض، قاہرہ سنہ ۱۳۲۶ھ

السہیلی عبد الرحمٰن بن عبد اللہ (سنہ ۵۸۱ھ) الروض الانف فی شرح سیرۃ ابن ہشام
تحقیق عبد الرحمٰن الوکیل، دار الکتب الحدیثیہ مصر

فواد سزگین تاریخ التراث العربی، جامعۃ الامام محمد بن سعود
الریاض ۱۹۸۳ء ۱/۲

القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (سنہ ۵۴۲ھ) الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، قاہرہ سنہ ۱۹۵۰ء

الکلاعی، سلیمان بن موسیٰ (م سنہ ۶۳۴ھ) الاکتفاء فی مغازی المصطفیٰ والثلاثۃ الخلفاء،
قاہرہ سنہ ۱۹۶۸-۷۰ء

المنجد صلاح الدین معجم ما الف عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،
بیروت سنہ ۱۹۸۲ء

المقری، شہاب الدین محمد التلمسانی نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب، قاہرہ سنہ ۱۹۴۰ء

النباہی، ابو الحسن بن عبد اللہ المالقی (سنہ ۷۷۶-۱۳ھ) المرقبۃ العلیا فی من یستحق القضاء والفتیا (تاریخ
قضاۃ الاندلس) قاہرہ سنہ ۱۹۴۸ھ

النویری شہاب الدین احمد بن عبد الوہاب نہایۃ الارب، غرناطہ سنہ ۱۹۱۹ء

© rasailojaraid.com